تکفیر کے شرعی معیار پر ایک معرکۃ الآراء تحریر

نظامیہ کتاب گھر، لاہور

اصولِ تکفیر

تکفیر کے شرعی معیار پر ایک معرکۃ الآراء تحریر

تصنیف

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا پیر محمد چشتی مدظلہ

نظامیہ کتاب گھر، لاہور

نام کتاب .... اُصول تکفیر

مصنف .... حضرت علامہ پیر محمد چشتی چترالی
شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت گیٹ پشاور شہر

پروف ریڈنگ .... مولانا محمد مراد نورانی چترالی ۔ سید ظاہر علی شاہ

سرِ ورق .... عدنان گرافکس لاہور 0321-4374818

کمپوزنگ .... محمد عاطف شہزادہ ۔ حافظ محمد ظفر چشتی

باہتمام .... حافظ محمد داؤد چترالی

ہدیہ

ملنے کے پتے

جامعہ نعیمیہ کراچی ● مکتبہ ابو حنیفہ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ لوہاری گیٹ لاہور ● مکتبہ مہریہ کاظمیہ انوار العلوم ملتان

مکتبہ قادریہ رضویہ اسفند دیر پائن حافظ محمد شاہی بخت

جامعہ جنیدیہ غفوریہ جمورد روڈ پشاور

مکتبہ قادریہ ہجرہ آزاد کشمیر مولانا محبوب قادری

مکتبہ دار العلوم تعلیم القرآن موڑکشت چترال

نظامیہ کتاب گھر، لاہور

40 اردو بازار زبیدہ سنٹر لاہور

افتتاحیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد فقد قال اللہ تبارک وتعالیٰ

"وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ" (سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۸)

اِس دور انحطاط میں اُمت مسلمہ کو جہاں اور بہت سے فتنوں کا سامنا ہے وہاں ایک بڑا فتنہ وفساد ایک دوسرے کو کافر قرار دینے کا مسئلہ بھی ہے جس کے حوالہ سے معروضی حالات کچھ ایسے ہیں کہ فقہی اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کی تکفیر کرنے کے علاوہ اپنے مخصوص نظریات اور ذہنی ترجیحات کے ساتھ اختلاف کرنے والوں پر بھی کفر سے کم فتویٰ لگانے پر اکتفا نہیں کیا جاتا۔ اُصول وفروع کی عدم تفریق کی اِس کساد بازاری میں قطعیات وظنیات کی تمیز کی جاتی ہے نہ ضروریات دینیہ اور ضروریات مذہبیہ کی تفریق، دارالافتاء کے احتیاطی تقاضوں کا خیال رکھا جاتا ہے نہ محراب ومنبر کی ذمہ داریوں کا احساس، تکفیر مسلم بجائے خود خطرِ عظیم اور گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ کے رسول سید عالم ﷺ نے اِس سے بچنے کیلئے بایں الفاظ تہدید فرمائی ہے؛

"اذا اکفر الرجل اخاہ فقد باء بھا احدھما "

(مسلم شریف' جلد۱' صفحہ۵۷)

پھر یہ بھی ہے کہ اِس کا وبال و بدانجامی صرف تکفیر کرنے والے بے اعتدالوں تک محدود نہیں رہتی بلکہ اُس کے منحوس اثرات پورے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لیتے ہیں جس سے رنجش، عداوتیں اور مذہبی فرقہ واریت جیسی بُرائیاں بھی جنم پاتی ہیں، جس کی واضح مثالیں موجودہ معاشرہ میں بدرجہ اتم نظر آ رہی ہیں۔ جس کو دیکھ کر اسلام کے ساتھ مخلص اور مذہبی اقدار کے ساتھ وابستگی رکھنے والے ہر دردمند کا دل نالاں ہے۔ مسلمانوں کی بے محل تکفیر کرنے والے نہ صرف اُن پر ظلم ڈھا رہے ہیں جن کو وہ کافر کہہ رہے ہیں بلکہ اسلام پر اور اُس کی اجتماعیت پر بھی وار کر رہے ہیں کیونکہ اسلام نے دوسرے مذاہب کے برعکس صرف اور صرف نظام مصطفیٰ ﷺ کے ماننے والوں کو اُمت واحدہ کہہ کر سب کو ایک کنبہ کے افراد قرار دیا ہے۔ رنگ و نسل سے قطع نظر سب کو ایک بدن کے اعضاء و اجزاء کہا ہے اور ہر ایک کی بقاء و تحفظ کو سب پر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسے ہر انسان اپنے اعضاء بدن کے تحفظ کو ضروری سمجھتا ہے۔ بے محل و بے مصرف تکفیر مسلم کرنے والا شخص گویا اپنے ہی بدن سے ایک عضو کاٹ کر جدا کر رہا ہے، بیت الاسلام کے اجتماعی کنبہ کے فرد کو اُس کے اجتماعی احکام و حقوق سے نکال رہا ہے اور بیضۃ الاسلام کی اجتماعیت میں سوراخ پیدا کر رہا ہے۔

یہ اس لئے کہ کسی مسلمان کو کافر قرار دینے کا مطلب اِس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اُسے مسلم معاشرہ میں رہنے، مسلمانوں والے حقوق و احکام پانے، جان و مال، عزت و آبرو کے تحفظ کیلئے نااہل کہہ کر واجب القتل قرار دیا جا رہا ہے۔ ایسے میں بے محل و بے

مصرف تکفیر مسلم کرنیوالے دانستہ یا نادانستہ بیضۃ الاسلام کو ڈھا رہے ہیں، اُس کی اجتماعیت میں تفرقہ پیدا کر رہے ہیں اور توحید کلمہ کے برعکس تفریق کلمہ کے جرم عظیم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اِس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ کافر کو بھی کافر نہ کہا جائے اور کفر وارتداد کے اسلامی احکام کو بھی ظاہر نہ کیا جائے بلکہ اسلام اور کفر کی سرحدیں ایک دوسرے سے ایسے جدا ہیں جیسے زمین و آسمان کی حدیں جدا ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں مسلم کے حقوق واحکام بھی غیر مسلم سے جدا ہیں جبکہ کافر ومرتد کے احکام کو بھی اللہ اور اُس کے رسول نے یکساں نہیں رکھا۔ قرآن وسنت کے مطابق مسلم کے احکام کو غیر مسلم پر جاری کرنا جرم عظیم ہونے کی طرح کافر کے احکام کو مرتد پر یا مرتد کے احکام کو کافر پر جاری کرنا بھی ناقابل تصور جرم ہے۔ یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ جملہ خلائق میں جن وانس کے ماسوا کسی اور جنس میں غیر مسلم نہیں پایا جاتا، نوع بنی آدم کے مختلف اقوام میں غیر مسلموں کی سینکڑوں قسمیں پائی جاتی ہیں۔ اُن کے باہمی اختلاف اور کفر کی نوعیت جدا جدا ہونے کے باوجود اسلام کی نگاہ میں اُن سب کو ملت واحدہ قرار دیا گیا ہے جبکہ مرتد کی نوعیت اور اُس پر اسلام کی طرف سے لاگو ہونے والے احکام دُنیا بھر کے غیر مسلموں کے احکام سے جدا ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ کفر وارتداد میں سے ہر ایک کا تعلق ضرورت دینی کی تکذیب کے ساتھ ہے یعنی کسی ضرورت دینی کی تکذیب وانکار کے بغیر کسی شخص کو کافر کہا جاسکتا ہے نہ مرتد چاہے بڑے سے بڑے گناہوں، جہالتوں اور بے اعتدالیوں کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو اور کسی بھی ضرورت دینی سے انکار وتکذیب کرنے والے کی اِس شنیع حرکت پر مطلع ہو جانے کے بعد اُس کے کفر وارتداد کا اظہار کرنا، اُسے کافر سمجھنا اور کافر ومرتد والے احکام اُس پر لاگو کرنا لازم ہو

جاتا ہے یہاں تک کہ اِس تکذیبی صورت حال سے مکمل آ گاہی کے بعد اُس کو کافر و مرتد نہ جاننے یا اُس کے کفر و ارتداد میں شک کرنے والے کا اپنا ایمان بھی خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ اِس لئے کہ ''مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ '' والا حکم جو ہے یہ بھی بجائے خود ضروریات دین کے قبیلہ سے ہے' اور یہ بھی نا قابل انکار حقیقت ہے کہ قرآن وسنت کے مطابق دُنیا بھر میں موجود انسانوں کی بشمول اعتقادی منافق کے تین ہی قسمیں ہیں۔

(۱) مومن مسلمان جو تمام ضروریات دین کو اُن کے جملہ لوازمات کے ساتھ تسلیم کرنے والے سے عبارت ہے، چاہے عادل ہو یا فاسق۔

(۲) کافر جس میں مشرک و مجوسی اور نصاریٰ و یہودی جیسے تمام غیر مسلم شامل ہیں جو کسی بھی ضرورت دینی کی تکذیب کرنے والے سے عبارت ہے، عمل کے اعتبار سے چاہے جیسا بھی ہو۔

(۳) مرتد جو اسلام لانے کے بعد اُس کے کسی ضروری حکم کی تکذیب کرنے والے سے عبارت ہے، چاہے جس نوعیت کا بھی ہو۔

پھر یہ بھی ہے کہ کفر اپنے مذکورہ مفہوم میں کوئی ضروری نہیں ہے کہ عند اللہ وعند الشرع اور عند الناس ہو۔ بلکہ حقیقت کی نگاہ میں اِس کی مندرجہ ذیل چار قسمیں پائی جاتی ہے۔

(۱) یہ کہ عند اللہ وعند الشرع اور عند الناس یعنی ہر اعتبار سے کفر ہی کفر ہو۔

(۲) یہ کہ صرف لوگوں کی نظر میں کفر ہو جبکہ عند الشرع اور عند اللہ اُسے کفر نہیں کیا جا سکتا۔

(۳) یہ کہ عند اللہ وعند الشرع کفر ہو جبکہ لوگ اُسے کفر نہ سمجھتے ہوں۔

(۴) یہ کہ عندالشرع وعندالناس اُس پر کفر کے دنیوی احکام جاری نہیں کیے جا سکتے جبکہ عنداللہ کفر ہی کفر ہے۔

اِن میں سے ہر ایک کے مواقع کو سمجھ کر اُس کے مطابق احکام کا اظہار کرنا صرف اور صرف علماء کرام اور دارالافتاء کی ذمہ داری ہے۔ جس کے تمام پہلوؤں کو اِس کتاب میں ہم نے پیش نظر رکھ کر دارالافتاء کیلئے سہولت کا سامان کر دیا ہے۔

مومن مسلمان سے متعلقہ اسلامی احکام کی جانب اعلیٰ کا یہ عالَم کہ اُس کا مقام و رتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوح وقلم اور بیت اللہ وعرش الٰہی سے بھی افضل واعلیٰ ہے اور جانب ادنیٰ میں یہ کہ ہر شخص پر اُس کی تعظیم لازم اور توہین کرنا حرام ہے جبکہ اِن دونوں کے مابین والے احکام سب پر عیاں ہیں۔

کافر سے متعلقہ شرعی احکام کے سلسلہ دراز میں جانب اعلیٰ یہ کہ اُس کا کوئی اچھا سے اچھا عمل بھی آخرت کے حوالہ سے قابل قبول نہیں ہے کہ اُس کیلئے نجات وفلاح کا سبب بن سکے۔ جانب ادنی یہ کہ جب وہ مر جائے تو اُس کے ورثاء شرعاً اِس بات کے پابند ہیں کہ نجس کپڑا کو دھونے کی طرح اُسے غسل دیں، کفن پہنائیں، جذبہ احترام آدمیت کے تحت اُس کیلئے قبر کھودیں، اُس کے جملہ ماترکہ کو اُس کے مذہب کے مطابق تقسیم کریں، چارپائی میں ڈال کر لے جا کے قبر میں دفنانے کے بعد اُس کے کافر مرنے پر افسوس کرتے ہوئے واپس گھروں کو لوٹیں۔ اِن دونوں کے مابین جو احکام ہیں وہ کافی سے زیادہ ہونے کے باوجود پہچان میں آسان ہیں جن کو عام اہل علم جانتے ہیں۔

اور مرتد سے متعلقہ جو شرعی احکام ہیں وہ ایک سے ایک سخت ہے۔ عبرت ناک

ہے اور سبق آموز ہے۔ مثال کے طور پر مرتد جب مرجاتا ہے تو اُس کے ورثاء پر اُسے نہلانا حرام و ناجائز ہے، چارپائی پر ڈال کر لے جانا حرام و گناہ ہے، اُس کے لئے قبر کھودنا حرام و ناجائز ہے اور اُس کے ماترکہ کو میراث کے طور پر تقسیم کرنا گناہ و ناجائز ہے اور کفن پہنانا حرام و ناجائز ہے بلکہ بغیر نہلائے اور بغیر کفن پہنائے پاؤں میں رسی ڈال کے لے جاکر گڑھا میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈالے اور یہ سب کچھ اِس نیت کے ساتھ کریں کہ ایک مردار کے تعفن و نجاست سے ماحول کو پاک کیا جائے۔

الغرض مسلمان و کافر کے مابین اُن کی ذات و انسانیت کے ماتحت احترام آدمیت کے ماسوا باقی کسی بھی حکم میں اشتراک نہیں ہے۔ اِسی طرح کافر و مرتد کے مابین اِس بات کے سوا اور کسی بھی حکم میں اشتراک نہیں ہے کہ ان دونوں کے انکار و تکذیب کا تعلق ضروریات دین کے ساتھ ہوتا ہے کہ دونوں کی یہ بدانجامی ضروریات دین سے انکار کی بناء پر اُن کا مقدر ہو رہی ہے۔ اِس کے علاوہ باقی سب اِس کے فروع و نتائج ہیں اور اُخروی عذاب بھی دونوں کے کفر کا لازمہ ہے۔

اِن حقائق کی روشنی میں ہر انسان کا ذہن ضروریات دین کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے کہ وہ کیا چیز ہیں؟ اُن کی حقیقت و پہچان کیا ہے کہ اُنہیں مِن وعَن تسلیم کرنے والے مومن مسلمان کہلا کر اعلیٰ سے اعلیٰ مقام رتبے پر فائز ہو جاتا ہے جبکہ اُس کی تکذیب کرنے والا کافر و مرتد کہلا کر اسفل السافلین مقام قرار پاتا ہے۔ اِسکے بعد انسان کا ذہن اِس بات کی طرف بھی متوجہ ہو جاتا ہے کہ ضروریات دین سے یکساں انکار و تکذیب کرنیکے باوجود وہ کون سا فلسفہ ہے جس کی بنیاد پر مرتد ہونے والا شخص کافر و مشرک سے بھی زیادہ بدتر ہو کر

سخت سے سخت احکام کا مستحق قرار پاتا ہے؟ اِس کتاب میں ہم نے اِن تمام باتوں کا شرعی فلسفہ واضح کرنے کے ساتھ زیادہ توجہ لزوم کفر اور التزام کفر کے مابین تفریق کی وضاحت پر دی ہے۔ ہمارے نصف صدی کے تجربہ میں تھا کہ ہر دینی مدرسہ کے منتہی طلباء سے لے کر اساتذہ کرام تک' اصحاب محراب ومنبر سے لیکر دارالافتاء کے ذمہ داروں تک اِن اصطلاحی کلمات کو استعمال کرتے رہتے ہیں جبکہ اِن کی حقیقت تک رسائی بہت کم کسی کو نصیب ہوتی ہے اور سلف صالحین میں جن حضرات نے اِن کے مابین تفریق سمجھانے کی کوششیں کی ہیں۔ اُنہوں نے بھی عملی مثالوں کے بغیر نہایت اختصار سے کام لیا تھا۔ اِس حوالہ سے اب تک وجود میں آنے والی جملہ تحریروں کے اختصار کے برعکس اِس کتاب میں ہماری کوشش رہی ہے کہ لزوم کفر اور اِلتزام کفر کی تفریق کو مثالی صورتوں میں واضح کرنے کے ساتھ ہر ایک کی قسموں کو بھی جدا جدا مثالوں میں پیش کیا جائے۔ اِس موضوع سے متعلق ایک مشکل مسئلہ کتب فتاویٰ میں تکفیری تضادات کے حوالہ سے بھی تھا کہ بعض اوقات ایک ہی مسئلہ سے متعلق تکفیر وعدم تکفیر، تکفیر معلق اور تکفیر غیر معلق، مشروط تکفیر اور علی الاطلاق تکفیر تک اقوال پائے جاتے ہیں جن کو دیکھ کر دارالافتاء کے کم تجربہ والے ذمہ دار شش وپنج میں پڑ جاتے ہیں۔ جس کی بنیادی وجہ فقہی کفر اور کلامی کفر کے مابین عدم تمیز ہے جس سے بچنے کیلئے ہم نے اِس کتاب میں تکفیر عند الفقہاء اور تکفیر عند المتکلمین کی حقیقتیں واضح کر دیں اور ثابت کیا کہ فقہاء کرام جس بات کو تکفیر کیلئے معیار قرار دیتے ہیں وہ متفقہ نہیں ہے بلکہ اُن کے اپنے ماحول میں بھی اِس پر اختلاف ہے جبکہ متکلمین اسلام کی نگاہ میں جو معیار ہے وہ سب کے نزدیک متفقہ ولا ریب فیہ ہے۔ دارالافتاء کے ذمہ داروں کیلئے ایک اہم مسئلہ لزوم کفر اور

التزام کفر کے جدا جدا احکام کو سمجھنا بھی تھا جس سے غفلت کی بناء پر التباس الحق بالباطل کی بے اعتدالیاں ہوتی رہتی تھیں۔ جس سے بچنے کیلئے ہم نے اِن کے خانے ایک دوسرے سے جدا کر کے اِس حوالہ سے ہونے والی بے اعتدالیوں کی بنیادیں ختم کر دی۔

﴿متوسط ذہن والوں کے لئے منطق کے ناگزیر ہونے کا فلسفہ﴾

قارئین کرام کی سہولت فہم کیلئے یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مسئلہ لزوم کفر کا ہو یا التزام کفر کا بہر حال تعلق اِس کا علم کلام سے ہے اور علم کلام کی پوری طرح فہم متوسط ذہن والوں کیلئے منطق کے بغیر ناممکن ہے اِن حقائق کی روشنی میں التزام کفر کی جدا جدا قسموں کی فہمائش کے سلسلہ میں ہم نے اُن پر تفصیلی دلائل کو بھی ذکر کیا ہے جو اُصول منطق کے بغیر ممکن نہیں تھا جس وجہ سے منطق ناشناس اور علم کلام کے رموز سے نا آشنا حضرات اِس قسم مخصوص مقامات سے پوری طرح استفادہ کیلئے حقیقی اہل علم کی طرف رجوع کریں کیونکہ اِس پوری تحریر میں میرے اصلی مخاطب علماء کرام اور مختلف المسالک دارالافتاء کے مفتیان کرام ہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ قابل اصلاح یہی طبقہ ہے۔ اِس کی اصلاح ہو جائے تو پوری دنیا کی اصلاح آسان ہے۔

دُنیا کی ہر شے کی پہچان اُس کی ذاتیات سے ہوتی ہے یا لوازمات سے لیکن اکثر دارالافتاء کے ذمہ داروں کی کوتاہ بینی کا یہ عالَم کہ اُنہوں نے ایمان کی پہچان کو صرف اور صرف اُس کی ذات پر منحصر سمجھا کہ جہاں پر اقرار باللسان وتصدیق بالقلب نہیں ہے وہاں پر ایمان بھی نہیں ہے یا اقرار باللسان وتصدیق بالقلب کی ضد اور نقیض کی موجودگی کو ہی

انتفاء ایمان کی آخری سرحد تصور کر کے لوازمات ایمان سے صرف نظر کیا جس کے نتیجہ میں کفر وارتداد کی 2/3 سے زیادہ قسموں کی پہچان مشکل ہو رہی تھی۔ ہم نے اِس تحریر میں ''انتفاء الازم انتفاء الملزوم'' کے فطری اُصول کو اول سے آخر تک پیش نظر رکھا اور اُس کے تقاضوں کی تکمیل کرتے ہوئے ایمان کے پانچوں لوازمات کی تفصیل پیش کی اور ہر ایک کے منتفی ہونے کی صورت میں ایمان منتفی ہونے کی عملی صورتوں کو واضح کیا۔ نیز یہ کہ ''وجود احد الضدین دلیل عدم الآخر'' اور ''وجود احد النقیضین دلیل عدم الآخر'' کے فطری اُصولوں کے مطابق لازمہ ایمان کی ہر ضد یا ہر نقیض کی موجودگی کا التزام کفر پر صریح دلیل ہونے کو بے غبار کر دیا جس کے نتیجہ میں نہ صرف لزوم کفر اور التزام کفر کی پہچان واضح ہوگئی بلکہ التزام کفر کی اٹھائیس قسموں کے خانے بھی ایک دوسرے سے جدا ہو کر دارالافتاء کیلئے سہولت پیدا ہوگئی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سو فیصد اُمید ہے کہ اُصول تکفیر کی اِس تحریر کو سمجھ کر پڑھنے والے کسی بھی دارالافتاء یا اصحاب محراب و منبر حضرات کو لزوم کفر اور التزام کفر کے حوالہ سے کوئی اشتباہ واقع ہو سکتا ہے نہ ایک کا حکم دوسرے پر جاری کرنے کا خبط۔ نہ التزام کفر کی قسموں میں خلط ہو سکتا ہے نہ بے محل تکفیر مسلم کرنے کا جرم۔

التزام کفر کے ماسوا کسی بھی بے اعتدالی کی وجہ سے کسی کو کافر قرار دینے والوں کے خود کافر ہونے کے امکان پر اور التزام کفر کرنے والوں کے کفر میں شک و تردد کرنے والوں کے بالیقین کافر ہونے پر شرعی دلائل کی تفصیل بیان کرنے کے ساتھ اِس کتاب میں فقہاء کرام کی مشہور عبارت ''مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ'' یعنی جس نے بھی التزام کفر کرنے والے کے کفر میں شک کیا تو بالیقین وہ خود کافر ہوا'' کے فلسفہ کی طرف آج

تک کسی فتاویٰ میں توجہ نہیں دی گئی تھی۔ ہم نے اِس کا شرعی فلسفہ واضح کرنے کے ساتھ کفر اور التزام کفر کا تعلق صرف اور صرف ضروریات دین کے ساتھ ہونے کا فلسفہ بھی اِس کتاب میں واضح کر دیا۔ ضرورت دینی اور ضرورت مذہبی کی جدا جدا حقیقتوں کو واضح کرنے کے ساتھ اُن کے مختلف شرعی احکام کی مثالی صورتوں کی نشان دہی بھی کر دی۔ ہم اُمید رکھتے ہیں کہ التزام اسلام اور التزام کفر کی تفریق کے ساتھ لزوم کفر اور التزام کفر اور ان کے شرعی احکام کے مابین تمیز کے متلاشی حضرات کیلئے ہماری یہ کاوش چراغ ہدایت ہونے کے ساتھ بے محل کفر بازی کی موجودہ روش کی حوصلہ شکنی کے انسداد میں بھی مفید ثابت ہوگی۔ بشرطیکہ مختلف مسالک کے دارالافتاء والے مذہبی تعصب و تنگ نظری کی عینک اُتار کر اِس کا مطالعہ کریں ورنہ اپنے ذہنی رجحان کو اصل الاصول سمجھنے والے تقلید جامد کے اسیر اور تعصب کے زنگ میں رنگین حضرات کو صبغۃ اللہ سے اثر لینا نصیب نہیں ہوتا۔ جس کے سامنے یہ کوئی شئے نہیں ہے۔

﴿حقیت کا اظہار﴾

مسئلہ تکفیر سے متعلق چترال سے آیا ہوا ایک سوالنامہ کا جواب جب ہم نے ماہنامہ ''آوازِ حق'' میں شائع کیا تو حلقہ اہل علم میں اُس کو اتنی پذیرائی ملی کہ ہر مکتبہ فکر کے اہل مدارس اور علماء کرام نے ہمیں تبریکی کلمات کے ساتھ نوازا۔ وہ چونکہ اصل سوالنامہ کا اجمالی جواب تھا جس میں آئندہ کسی وقت اُس پر تفصیلی روشنی ڈالنے کا ہم نے وعدہ کیا تھا لیکن جذبہ ایفاء عہد کے باوجود کتنے ایسے وعدے اور جذبات تشنہ تکمیل رہ جاتے ہیں یہاں پر بھی

شاید ایسا ہی ہوتا کیونکہ اُس کے بعد ہم ''ولایت وکرامت اور شریعت وعوام'' اور ''پیری مریدی کی شرعی حیثیت'' کوموضوع تحریر بنا کر ایسے مصروف ہوگئے کہ اس اہم موضوع کیلئے وقت نکالنا ممکن ہی نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم دے اُن علماء کرام کو جو ایفاء عہد کی یاددہانی کراتے رہے اور بندہ ناچیز کو اِس موضوع کی تکمیل پر مجبور کرتے رہے۔ خاص کر چترال ہی کے ایک عظیم سماجی کارکن، مخلص علم دوست ہستی مولانا قاری فیض اللہ صاحب سرفہرستِ مرغبیّن رہے۔ انجام کار مذکورہ دونوں موضوعات کی تکمیل کے بعد دوسرے تمام زیر تجویز موضوعات کو موخر کر کے اِس کو شروع کرنا پڑا۔ جو قسطوں میں ڈیڑھ سال تک مجلّہ ''آوازِ حق'' پشاور سے شائع ہوتا رہا۔ اِس اثناء میں جن باتوں سے، جن لوگوں سے اور جس نشیب وفراز سے گزرنا پڑا اُس کی ایک جھلک یہ ہے کہ مجلّہ ''آوازحق'' پشاور، جو کثیر الاشاعت جریدہ ہے، چونکہ ملک کے چاروں صوبوں اور ہر ڈسٹرکٹ میں پڑھا جاتا ہے۔ جس وجہ سے اُس کی قسطوں میں شائع ہو کر قارئین تک پہنچنے والی اِس تحریر کا بھی خوب تعارف ہوا اور اِس میں تکفیر کیلئے شرعی معیار سے متعلق مباحث کا تعلق علم فقہ سے لے کر علم کلام تک، علم حدیث سے لیکر علم تفسیر تک اور منطق وفلسفہ سے لے کر علم بلاغت و تصوف تک مختلف النوع علوم وفنون کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اِن میں سے ہر فن کے کچھ ضروری مسائل کا حقِ تحقیق بھی انجام پذیر ہوتا رہا جس میں اِن فنون کے شائقین کے لئے ضیافت طبع کا سامان ہونے کی وجہ سے ہر فن کے قدر شناسوں نے دعائیہ کلمات کے ساتھ ہمارا حوصلہ بڑھایا۔ (فجزاهم الله احسن الجزاء)

﴿تکفیر کے لئے شرعی اُصول کی اہمیت﴾

یہ موضوع کسی خاص فن یا کسی خاص مسلک کے ساتھ مختص مسئلہ تو ہے نہیں کہ اُس کی کتابوں سے مدد لی جائے بلکہ قرآن وسنت اور علم کلام کے مختلف المسالک اسلاف کی کتابوں سے روشنی لیکر ہی اِسے ترتیب دیا جاسکتا ہے۔ اگر چہ اِس کا زیادہ تر تعلق علم کلام سے ہے تاہم متکلمین اسلام کا فقہاء کرام کے متضاد آراء سے متاثر ہونے کی بناء پر اُن کے ہاں سے بھی کوئی حتمی اور جامع ومانع بات سامنے نہیں آتی جبکہ فقہاء کرام کے متضاد آراء سے کسی اطمینان بخش نتیجہ پر پہنچنا تو ممکن ہی نہیں تھا پھر یہ بھی ہے کہ اِس فقہی اختلاف میں تضاد عملی صرف تکفیر وعدم تکفیر تک محدود نہیں ہے بلکہ اکثر کتب فتاویٰ میں ''یلزم الکفر ولا یلزم الکفر'' اور بعض میں ''التزم الکفر ولم یلتزم الکفر'' جیسے اختلافات بھی بکثرت پائے جاتے ہیں جس کو دیکھ کر دارالافتاء کے ناپختہ حضرات پر لزوم کفر اور التزام کفر کا اشتباہ ہوتا ہے۔ اُن میں شاذ ونادر کسی کو لزوم والتزام کی حقیقتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اِس اشتباہ کی بناء پر لزوم کفر کے احکام کو التزام کفر پر جاری کر کے یا التزام کفر کے احکام کو لزوم کفر پر جاری کر کے ''مفتی کی ایک غلطی جہاں کی تباہی'' کا منظر پیش کر رہا تھا۔

نیز یہ کہ بعض کتب فتاویٰ وکلام میں شریعت کے کسی قطعی حکم کی مخالفت کو یا ضرورت مذہبی کی تکذیب کو جو کفر کہا گیا ہے اُس سے ضرورت دینی اور ضرورت مذہبی کے مابین عدم تفریق کا اشتباہ ہو رہا تھا جس کے نتیجہ میں ایک کے احکام کو دوسرے پر جاری کر کے انجانے میں التباس الحق بالباطل کا ارتکاب کیا جا رہا تھا اور ہر قطعی کی تکذیب کو ہر جگہ ہر

وقت اور ہر کسی سے سن کر کفر کا فتویٰ صادر کرنے کی غلطی کی جا رہی تھی۔

نیز یہ کہ بعض کتب کلام وفتاویٰ میں اجماع کی تکذیب کو کفر قرار دیتے ہوئے دیکھ کر ہر اجماع کی مخالفت پر تکفیر مسلم کی بے عتدالیاں ہو رہی تھیں۔ جو خلاف حقیقت ہونے کے ساتھ التباس الحق بالباطل کا منظر پیش کر رہا تھا۔ تکفیر کے حوالہ سے معروضی حالات کی اِن بے اعتدالیوں' دارالافتاء کی اِن بے احتیاطیوں اور التباس الحق بالباطل کی اِن اندھیر نگریوں کو دیکھ کر جہاں اسلام کے سچے ہمدردوں کو پریشانی ہو رہی تھی وہاں اسلام آزاد اور غیر مسلموں کو اسلام کے خلاف انگشت نمائی کرنے کا بھی موقع مل رہا تھا جبکہ قرآن وسنت اور دین اسلام کے مسلمہ اُصولوں کے مطابق لزوم کفر پر التزام کفر کے احکام جاری کرنا جائز ہے نہ اِس بنیاد پر کسی کو کافر ومرتد قرار دینے کا جواز، ہر قطعی حکم کی تکذیب پر کسی کو اسلام سے نکال کر سرحد کفر میں داخل کرنا روا ہے نہ ہر اجماعی مسئلہ سے انکار پر کسی کو کافر ومرتد کہنے کی گنجائش، نہ ہر ضرورت شرعی کی تکذیب پر کفر وارتداد کا فتویٰ دینے کی گنجائش ہے نہ ہر کافر عندالناس کو کافر عنداللہ وعندالشرع قرار دینے کا جواز جبکہ ایک شخص کا ایک وقت میں مسلم و غیر مسلم ہونے کا امکان بھی نہیں ہے اور اِن دونوں صفتوں سے خالی ہونے کا بھی تصور نہیں ہے کیونکہ اسلام وکفر اپنے آپس خاص ضدین ہونیکی وجہ سے اِن میں سے ایک کی موجودگی آپ ہی دوسرے کی نفی ہے اسی طرح ایک کی نفی آپ ہی دوسرے کا وجود ہے۔ اسی طرح ایمان کے کسی بھی لازم بیّن کی نفی آپ ہی ایمان کی نفی ہے۔ یہ تقابل تضاد کی صورت میں ہے اگر اِن کے مابین عدم وملکہ والا تقابل ہو تب بھی یہی حال ہے کیونکہ عدم وملکہ میں سے ہر ایک کا محل وموضوع ایک ہوتا ہے۔ جیسے کسی انسان کا اندھا ہونا آپ ہی اُس کے انکھیارا

نہ ہونے کی دلیل ہے جس کے بعد اُس کے انکھیارا نہ ہونے پر کوئی اور دلیل تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح اُس کا انکھیارا ہونا آپ ہی اُس کے اندھے نہ ہونے کی دلیل ہے جسکے بعد اُس کے اندھے نہ ہونے پر کوئی اور دلیل تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے' ایمان وکفر کے مابین عدم وملکہ کا تقابل ہونے پر اِن کا حال عمی وبصر سے مختلف نہیں ہے۔

اور یہ بھی اسلام کے مسلمات میں سے ہے کہ کسی مومن ومسلمان کہلانے والے کو یا کسی مدعی اسلام کو اُس کے کسی قول وعمل، تقریر وتحریر یا عقیدہ کی وجہ سے تکفیر کرنے کا مطلب ومفہوم اِس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اُس کو اسلام کی چار دیواری سے خارج کر کے کفر میں داخل کیا جاتا ہے، مسلمانوں والے احکام وحقوق سے نکال کر کافر کی مخصوص قسم یعنی مرتد کے احکام کا حامل قرار دیا جاتا ہے اور دُنیا بھر کے کسی بھی گوشہ میں زندگی گزارنے کیلئے اَن فِٹ کہہ کر واجب القتل ٹھہرایا جاتا ہے۔ ایسے میں انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ کسی مدعی اسلام کی تکفیر اُس وقت تک جائز قرار نہ دی جائے جب تک اُس کے بلا جبر واکراہ وجود میں آنے والے کسی اختیاری قول وعمل، تقریر وتحریر اور عقیدہ کا ایمان کے منافی ہونے پر سو فیصد یقین حاصل نہ ہو جائے اور مومن مسلمان رہنے کے لئے ایک فیصد بھی اور کمزور سے کمزور احتمال یا مجال تاویل کا امکان بھی باقی نہ رہے یعنی جب تک صریح التزام کفر نہ ہو اُس وقت تک تکفیر کے جواز کا کوئی تصور اسلام میں نہیں ہے۔ اسلام کے اِسی اصول کی روشنی میں جملہ اسلاف نے متفقہ طور پر کہہ دیا کہ "لا یجوز تکفیر اهل القبلة" یعنی اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں ہے مقصد یہ کہ جب تک اُس کے قول وعمل' تقریر وتحریر اور عقیدہ میں کفر سے بچنے کا احتمال باقی ہے یا تاویل کی گنجائش ممکن ہے تو وہ اہل قبلہ میں سے ہی شمار ہوگا یعنی

اُمت اجابت کے افراد جوملت اسلام اور اُس کے تحت آنے والے تمام ضروریات دین کا التزام کرنے والوں میں شمار ہوگا۔

نیز کہہ دیا ''اِذَا کَانَتْ فِی الْمَسْئَلَةِ وُجُوْهٌ تُوْجِبُ الْکُفْرَ وَوَجْهٌ وَاحِدٌ یَمْنَعُ فَعَلَی الْمُفْتِیْ اِنْ یُرَجِّعَ الْوَاحِدَ عَلَی الْوُجُوْهِ'' یعنی جس مسئلے میں زیادہ سے زیادہ موجبات کفر موجود ہوں اور کفر سے بچنے کیلئے صرف ایک وجہ موجود ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ اُس ایک کو ترجیح دے کر متعلقہ شخص کو کفر سے بچائے۔ اسلاف سے منقول اِن دونوں اُصولوں کا سب کے نزدیک مسلمہ اور قرآن وسنت کے مطابق ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ جہاں پر بھی اِن میں سے کسی ایک کے خلاف بھی کوئی فتویٰ تکفیر پایا گیا ہے اُس کو سب نے مسترد کر دیا ہے یا اِس پر منطبق کرنے کیلئے تاویلات وتوجیہات بعیدہ کا سہارا لیا گیا ہے۔ ایسے میں فتویٰ تکفیر کے حوالہ سے دارالافتاء کے ذمہ داروں کی رہنمائی کیلئے قرآن و سنت اور سلف صالحین کی روشنی میں ایسے اُصول ومعیار دُنیائے علم کے سامنے لانے کی ضرورت تھی جو اِن دونوں اُصولوں کے مطابق ہونے کے ساتھ ہر خاص وعام کیلئے قلبی طمانیت کا سامان بھی ہو، مختلف مکاتب فکر اہل اسلام کے لئے قابل تسلیم ہونے کے ساتھ مقتضائے فطرت بھی ہو اور التزام اسلام والتزام کفر کے مابین واضح حد فاصل کا مظہر ہونے کے ساتھ اسلام کا دین فطرت ہونے کی عملی تصدیق بھی ہو جس کو ہم نے اِس کتاب میں آسان سے آسان تر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس کی تحریر میں اول سے آخر تک ہمارے مخاطب دارالافتاء کے ذمہ دار حضرات ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر یہ حضرات دارالافتاء کے احتیاطی تقاضوں کو نبھائیں تو بے محل تکفیر مسلم کی بے اعتدالیوں کا انسداد

ہونے کے ساتھ التزام کفر کرنے والوں سے صرف نظر کرنے کے جرم پر بھی قابو پایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ

''مفتی کی ایک غلطی جہاں کی تباہی''

﴿مشکل ترین ذمہ داری﴾

کتاب کی تدوین کے دوران ہمیں قدم بہ قدم موضوع کی پیچیدگی کا احساس ہوتا رہا کیونکہ اِس سے پہلے کوئی ایسی جامع تحریر اِس موضوع سے متعلق موجود نہیں تھی کہ جس سے مدد لی جاتی۔ مفتی محمد شفیع کی اِس موضوع پر وہ تحریر جو ''جواہر الفقہ'' کی پہلی جلد میں چھپی ہے۔ جس پر اشرف علی تھانوی کی تصدیق وتقریظ بھی موجود ہے نہایت مجمل اور فقہاء کرام کی بجائے خود قابل تشریح عبارات پر بلاتشریح مشتمل ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ جس سے حنفی المذہب کہلانے والوں کو بھی تسلی واطمینان نہیں ہوتا چہ جائیکہ کہ مختلف المسالک اور عام انسانوں کو تسلی ہو سکے۔

سید ابوالاعلی مودودی کی وہ تحریر جو اُنہوں نے اِس موضوع سے متعلق ماہنامہ ''ترجمان القرآن'' شمارہ مئی 1935ء میں شائع کیا تھا۔ عوام الناس اور تعصب زدہ علماء کو تکفیر بازی سے بریک لگانے کیلئے کافی حد تک مفید ہونے کے باوجود دارالافتاء کے ذمہ داروں کے حق میں نہ صرف غیر مفید بلکہ مغالطہ کا موجب ونقصان ہے۔ حقیقی معیار سے متصادم اور اسلاف سے منقول مسلمات سے برعکس ہے۔

اِس سلسلہ میں مولنا سید انور شاہ کشمیری کی لکھی ہوئی ''اکفار الملحدین'' کی کافی